سلسلہ علوم الاسلام نمبر 3

لقمانی رسول کا جنازہ

از

ابو جعفر السیّد محمد احسن

ایم، ایس، سی

شائع کردہ

ادارہ علوم الاسلام صغریٰ منزل مین بازار

ساندہ کلاں، لاہور

قیمت:- ۱۹ پیسے

بار اوّل ایک ہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۔ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي

چنانچہ نہ وہ اس پہ چڑھ سکیں گے اور نہ وہ اس میں نقب لگا سکیں گے فرمایا کہ یہ مضبوطی میرے پروردگار کی رحمت سے ہے

١٨
—
٩٧-٩٨

لقمانی رسول

کا

جنازہ

خادم المسلمین

ابو جعفر السید محمد احسن عفی عنہ

بار اوّل ایک ہزار　　قیمت ١٩ پیسے

انتساب

بحضور رسولٌ مصدقٌ بالمؤمنین رؤفٌ رحیمٌ

بِاَبِی اَنْتَ وَ اُمِّی اِذْکُرْنَا عِنْدَ رَبِّکَ

وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِکَ (علیؑ) ۞

ترجمہ:- تمام نبیوںؑ ، رسولوںؑ ، اور کتابوں کی تصدیق
کرنے والے رسولؐ کے حضور میں، جو مومنین پر رؤف اور رحیم ہے۔

آپؐ پر میرے ماں باپ فدا ہوں

آپؐ اپنے رب سے ہمارا تذکرہ فرمائیں اور

اپنے شامل حال رکھیں

۞

سخنہائے گفتنی

اِس زیرِ نظر کتاب کے لئے کسی تمہید و تعارف کی ضرورت نہیں۔ اِس لئے کہ یہ تو عقیدۂ نبوّت و رسالت کے لئے خود تمہید و تعارف کی صورت میں پیش کی جا رہی ہے۔ البتہ یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟ اور ایسی کیا مصیبت آ پڑی تھی کہ مارکیٹ میں ایک اور کتاب کا اضافہ ضروری خیال کیا گیا؟

۲۔ ہم نے مارکیٹ میں اِس موڈرن زمانے کے مجدّدین، مصلحین، مفکرین و مجتہدین کی بہتات دیکھ کر، اور چاروں طرف "چار آنے" "چار آنے ہر مال چار آنے" کی آوازوں سے گھبرا کر کچھ اِس طرح کنارہ کشی اختیار کی کہ پھر بازار کا رُخ بھی نہ کیا۔ اور یہ سوچنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی کہ بازار میں ہر چیز بازاری نہیں ہوتی بلکہ وہاں اچھا اور کھرا مال بھی مل جاتا ہے۔ بزنس ایماندار بھی ہو سکتی ہے۔ بلیک مارکیٹ ہی نہیں وہاں فکسڈ پرائسز بھی ہوتی ہیں۔ الغرض ایک پس ماندہ بیکورڈ آدمی کی طرح ہم نے سودا بازی کو ناپسند کر کے ٹھکرائے رکھا اور اس طرح ہم لطہانی رسالت عظمٰی سے محروم رہ گئے۔ ہمیں خبر تک نہ ہوئی کہ

بازارِ مصر کی طرح، ایک دفعہ پھر "الرّسول الاعظم" مارکیٹ میں لاکر فراہدانہ انداز سے، بڑے سستے داموں بیچ ڈالا گیا۔ ہم بلا تکلّف اقبال کرتے ہیں کہ ہمیں اِس حادثہ کا ہرگز علم نہ ہوا ہوتا۔ اگر جناب سیّد برکت حسینؑ صاحب یہ کتاب "الرسول الاعظم" لے کر ہم تک نہ پہنچتے۔

۳۔ اپنے موقف اور متعلقہ مصروفیات کی نوعیت کی بنا پر ہم یہ بھی نہ جان سکتے تھے کہ اسلامی مسلّمات، شیعہ معتقدات اور خصوصاً قرآن کریم کی تعلیمات میں سب سے بڑا نقب لگایا جا چکا ہے۔ اور ایک زندہ نقیب، شیعیت کی نقاب پہن کر آئمہ معصومینؑ علیہ السلام کی آڑ میں، دن رات قرآن پڑھ پڑھ کر اُس نقب کو ایک بڑی سی سُرنگ میں تبدیل کر دینے کے لئے نَقّابیت کی ہر ممکن ٹیکنیک استعمال کر رہا ہے۔ سُرنگ کے اُس طرف کوئی شخص۔ سب سے بڑا رسول، بلکہ تمام سابقہ رسولوں کا رسول بن جانے کے لئے میک آپ اور ریہرسل یا مطلق میں مصروف ہے۔ قرآنِ کریم کو منسوخ قرار دینے کا تانا بانا تیار کر لیا گیا ہے۔ ایک وسیع وطولانی منصوبۂ رسالت بر سرِ کار لایا جا رہا ہے۔ ایک نئی اُمّت نئے ولولوں کے ساتھ سڑکوں پر سیٹیاں بجاتی پھر رہی ہے۔ پوری اُمتِ مسلمہ کو بلا کسی استفسار کے ملعون قرار دیا جا چکا ہے۔ ایک ایسے بھوت کی آمد کا اعلان ہو چکا ہے جس کے ناشتہ کے لئے

شیعوں کو، لنچ کے لئے سنیوں کو، اور ڈنر کے لئے باقی تمام اقوام کو نوشں فرمانے کے لئے پیش کیا جائے گا۔

۴۔ یہ بھیانک اطلاع پاکر ہم ڈر گئے۔ اور یکہ و تنہا کوشش کی کہ کسی طرح اُس سُرنگ میں دونوں طرف ایک ایک ڈاٹ لگا دیجائے۔ تاکہ نُعمانی رسول، یا بھوت سُرنگ کے اندر گھٹ گھٹ کر دم توڑ دے۔ نُعمانی رسول مر گیا یا نہیں؟ اور ہماری کوشش کامیاب ہوئی یا نہیں؟ اس کا فیصلہ تو کتاب پڑھ کر ناظرین ہی کریں گے۔ بہرطور ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہیں۔

۵۔ علمائے کرام سے استدعا ہے وہ ہمارے اندازِ تحریر سے صرف اس قدر دیکھیں کہ ہم نے مسٹر نقابِ اعظم کے جواب میں وہی اسلوب اختیار کیا ہے جو اُن کا مختار اور پسندیدہ ہے۔ اُس نے آپ حضرات کو چیلنج کیا تھا۔ ہر ممکن اھانت اور الزام تراشیاں کی تھیں۔ ہم نے آپ کی طرف سے اُنہی کی زبان اور لب و لہجہ میں جواب دیا ہے۔ ترجمانیٔ قرآن میں اُن کا اپنا اصول اختیار کیا ہے۔ اگر کہیں کوتاہی یا غلطی سرزد ہوئی ہو تو عالمانہ و بزرگانہ فراخدلی سے معاف فرمادیں۔

۶۔ ہماری تمام تصنیفات کی فہرستیں پیرا نمبر کے ساتھ سامنے آئیں گی۔ قرآن کریم کی آیات کے حوالوں میں سورہ کا نمبر اُوپر، اور آیت کا

نمبر نیچے (۳۳/۷) ہوگا۔ یہاں تینتیسویں، یعنی، سورہ، احزاب، کی ساتویں آیت مطلوب ہے۔ قرآنِ کریم میں بعض مترجمین نے آیات کے نمبر دینے میں اختلاف کیا ہے۔ ہم نے یہ نمبر مولانا رفیع الدین صاحب مرحوم کے ترجمہ سے دئے ہیں۔ آپ اپنے اپنے قرآن میں دو ایک آیات آگے پیچھے سے دیکھ لیں تو حوالہ ضرور مل جائے گا۔ جہاں کہیں وضاحت یا مزید معلومات کی ضرورت محسوس ہو، بلا تکلف لکھیں۔ ہماری خدمات آپ کا انتظار کرتی رہیں گی۔

نوٹ :۔ لقمان صاحب کے قلم سے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اُسے (الف) (ب) سے ظاہر کر کے اُن کی کتاب کا صفحہ نمبر لکھا ہے۔

خادمُ المسلمین

ابو جعفر السید محمد احسن عفی عنہ

حصّہ اوّل: تضاداتِ لُقمانیہ

تعلیمات و تصوّراتِ لقمانیہ کی ابتدا کب ہوئی؟

فرماتے ہیں:-

۱- زبانی تبلیغ

(الف) "یہ بندہ شکرگزار شب جمعہ واقع شبِ بست و ششم شوال ۱۳۶۱ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۲ء سے اس قرآنی حقیقت کی تبلیغ کر رہا ہے"۔ (الرسول الاعظم صفحہ ۳)

۲- تحریری تبلیغ

کتاب الرسول الاعظم کی تاریخ اشاعت یوں رکھی گئی ہے
(ب) "بروز جمعہ بتاریخ گیارہ اگست ۱۹۵۰ء مطابق شوال ۱۳۶۹ھ" (صفحہ ۱)

۳- لُقمان سے تعارف

اِن دونوں تحریروں سے ظاہر ہے کہ جناب لُقمان صاحب کو اپنے تصوّرات کی تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال کا عرصہ دراز گزر چکا ہے اور بارہ سال سے زیادہ اِس کتاب کو شائع کیے ہوئے گزر چکے ہیں۔ اس مدت دراز میں ہم نہیں جانتے کہ لقمانی تبلیغ نے کیا نتائج مرتب کیے؟ لیکن ہمارے کانوں تک یہ "لُقمان رضا" نام، چند مرتبہ پہنچا۔ اور اُن کی اس کتاب الرسولِ اعظم

سے پتہ چلا کہ ہمیں یہ نام بتانے والے حضرات نام بھی صحیح نہ جانتے تھے۔ ان کا نام نقمان رضا نہیں بلکہ کتابی نام "رضا نقمان" ابوطالوت ہے۔
سب سے پہلے یہ غلط نام جن صاحب نے بتایا تھا وہ ہیں جناب رفیق المسلمین محمد عسکری صاحب بی، اے اور نام بتانے کا سال تھا سنہ ۱۹۵۶ء۔ یہ عسکری صاحب اسم بامسمیٰ ہیں۔ ممکن ہے کہ جو تعارف ان سے ہوا ہو وہ سطحی رہا ہو۔ اور رضا نقمان صاحب سے ملتے رہنے کے باوجود ان کی علمی پوزیشن نہ سمجھ سکے ہوں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی کسی خدا کے بندے نے اُن کی کوئی خصوصیت بیان نہ کی۔ جس نے بھی تذکرہ کیا وہ نہایت معمولی الفاظ میں کیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ :-

نقمان رضا صاحب کسی زمانے میں بمبئی کے قیام کے دوران، امام مہدیٔ ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ پھر کسی مصلحت کے تحت مہدیت وامامت کو رخصت کر دیا اور نقابت کا دعوےٰ اختیار کر لیا۔ یہ سن کر ہمارا اطمینان ہو گیا کہ فال نیک ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ ایک دن رضا نقمان صاحب صرف مسلمان بن جانے پر قناعت کر لیں گے۔

۴۔ نبوت ورسالت پر مقالہ

ایک روز ہمارے ایک عزیز مسٹر آلِ حسن صاحب

نے بیان کیا کہ لالوکھیت میں ایک گھریلو مجلس سُن کر آئے ہیں اور بتایا کہ مقرّر صاحب کوئی غیر معروف قسم کے مولوی صاحب تھے۔ لقمان رضا نام تھا۔ جنھوں نے نہایت غیر مربوط طریقہ پر یہ بیان کیا تھا کہ ہمارے آئمہ اہلِ بیتؑ اللہ کے رسُول تھے۔ اور یہ کہ نبوّت ختم ہوگئی ہے مگر رسالت جاری ہے۔ اُردو میں چند مفاہیم سُنا کر چاہا کہ میں اُنہیں اُس مفہوم کی آیات نکال کر وضاحت کردوں۔ دوسرے روز ایک مختصر سا مضمون عزیز موصوف کے سپُرد کر دیا گیا۔ جس میں قرآن مجید سے اِس تصوّرِ رسالت کی باقاعدہ تردید کر دی گئی تھی۔ یہ مقالہ ۱۹۵۸ء میں لکھا گیا تھا۔ اِس کے بعد ہمیں لُقمان صاحب کے متعلق کوئی اور اطلاع نہ ملی۔

۵- لقمانی کتاب کیسے نازل ہوئی

۱۹۶۳ء میں ہمارے ایک دوست جناب برکت حسینؑ صاحب رضوی۔ حیدر آباد سے تشریف لائے اور چند سوالات کی تشریح و جواب طلب کیا۔ جاتے ہوئے یہ کتاب الرسول الاعظم دیکر اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی اور بتایا کہ یہ کتاب دھڑا دھڑ شیعوں کو لقمانی بنا رہی ہے۔ آج تک اس کا جواب نہیں لکھا گیا۔ میں نہیں جانتا کہ اِس کتاب کو ہمارے علما نے دیکھا ہے یا نہیں؟۔

مگر میرا خیال ہے کہ یہ کتاب گھریلو طور پر اس طرح طبع کرائی گئی ہے کہ
کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ اور اپنے حلقۂ احباب وا
میں تقسیم کر دی جائے۔ یا جہاں نشیب نظر آئے وہاں پہنچا دی جائے
ہمارا یہ خیال اس حقیقت سے حد درجۂ الیقین تک پہنچ جاتا ہے کہ
اس کتاب کے سرورق پر مطبع کا نام نہیں دیا گیا۔ بلکہ کتاب کے آخری
صفحہ پر حاشیہ لکھنے کے بعد "انصاف پریس" بریکٹ میں اس طرح
لکھا گیا ہے کہ اُدھر کسی کی توجہ نہ جاسکے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ سرورق
پر یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ اس کتاب کو کس تعداد میں شائع کیا گیا ہے اور
کونسا ایڈیشن ہے؟ اور یہ کہ مطبع نے کس ماہ و سال میں طبع کیا ہے؟

۶۔ کیلنڈری جدّت

اس سلسلے کی آخری اور کورنگ چیز یہ ہے کہ
لقمان صاحب کے متعلق ایک کیلنڈری
جدّت بھی مشہور کی گئی ہے۔ چنانچہ برکت صاحب موصوف اس
کتاب کے ساتھ اخبار کی ایک کٹنگ بھی لائے تھے جس میں کیلنڈر پر
گفتگو کی گئی ہے۔ کیلنڈر کی یہ بحث بہت پرانی ہے جو علمائے مقرب
میں بطور تفریح جاری رہتی چلی آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب لقمان
صاحب اپنے منصوبۂ رسالت کو ماڈرن بنانے کے لئے اس فرسودہ بحث
کو مسلمانوں کے سامنے از سرِ نو رکھ کر مجدّد کی پوزیشن بھی حاصل کرنا

چاہتے ہیں۔

۷۔ لقمان صاحب کو مخاطب کرنے کے اسباب

ہم کچھ ایسے کاموں میں مصروف رہتے چلے آئے ہیں کہ جن کا تقاضہ یہ ہے کہ امّت کے اختلافی مسائل کو مزید ہوا نہ دی جائے اور جہاں تک ہو، اختلاف و انتشار سے دامن کش رہا جائے۔ اس کے باوجود ہم مسٹر لقمان کو مخاطب کرنے پر اس لئے مجبور ہوئے کہ انھوں نے تمام علمائے اسلام کو چیلنج کیا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

(ج) یہ چونکہ ایک ایسا دینی مسئلہ ہے جو کہ عامۂ مومنین سے بھی اُتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا کہ علمائے مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ عامۂ مومنین کو بھی اس کے سمجھنے کی سعی کرنا ازبس ناگزیر ہے۔ اور چونکہ یہ مسئلہ اصولِ دین سے متعلق ہے اور اصولِ دین میں تقلید (یعنی کسی کی بات بے دلیل مان لینا) جائز نہیں ہے۔ اِس لئے عامۂ مومنین پر لازم ہے کہ وہ علمائے مذہب سے اِس امر کا مطالبہ کریں کہ یا تو وہ حضرتِ قائم قیامت صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کی مانی ہوئی زیارتِ ماثورہ میں آئے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَقِّ الْجَدِیْدِ وَالْعَالِمِ الَّذِیْ عِلْمُہٗ لَا یَبِیْدُ کے مطابق دل سے اِس عرفانِ جدید

کے برحق ہونے کا اعلان کریں اور یا پھر وہ اس کتاب منیر کا ایک باقاعدہ جواب شائع کریں۔ تاکہ دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر ہر شخص دلائل کی روشنی میں حق و باطل کا فیصلہ کر سکے۔" (صلا الرسول الاعظم)

دوسرا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے پوری اُمّت مسلمہ کو بلا کسی فرد، یا کسی دَور کا استثنا کئے ہوئے، تارکِ قرآن قرار دے کر کافر جہنمی اور ملعون بتایا ہے۔ (صفحہ ۵ - ۴)

تیسرا سب سے بڑا سبب اُنہیں مخاطب کرنے کا یہ ہے کہ اُنھوں نے قرآنِ کریم کو اپنے ذاتی تصوّرات کے لئے آلہ کار بنایا ہے۔ اِس لئے ہمارے لئے لازم ہوگیا کہ لُقمان صاحب کو اس چیلنج اور جسارت پر متنبہ کیا جائے۔ اور اس کفر و لعنت کے فتویٰ کو خود اُن کے اپنے قلم سے واپس لوٹا دیا جائے۔ چنانچہ ہم سب سے پہلے جناب لُقمان صاحب کے تضادات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جناب موصوف کی مذکورہ بالا اپیل کے مطابق ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اِس دینی مسئلہ کو واقعی ٹھنڈے دل غور و فکر سے مطالعہ فرمائیں۔ اور کوشش کریں کہ کسی طرح مسٹر لُقمان کے تصورات برحق ثابت ہو جائیں۔ چنانچہ یہاں اُن کے تین عدد دعویٰ کو سامنے لائیے اور پھر ہماری بات سُنئے۔ فرماتے ہیں :-

۸۔ لقمانی کتاب کا مقصد

(د) "یہ کتاب علمائے شیعہ کے لئے ایک تحفۂ علم وعرفان کی حیثیت سے پیش کی گئی ہے"۔ (صفحہ ۱)۔

(ہ) "یہ کتاب حضرت قائم قیامت صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کا خصوصی تعارف کرنے کے لئے لکھی گئی ہے"۔ (صفحہ ۳)۔

(و) "یہ کتاب منیر خصوصیت کے ساتھ علمائے شیعہ کی تذکیر کے لئے لکھی گئی ہے"۔ (صفحہ ۶)۔

اِن تینوں بیانات سے یہ چیز ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کتاب الرسول الاعظم سے قبل نہ لقمان صاحب نے علمائے شیعہ کو کوئی علمی وعرفانی تحفہ دیا تھا۔ اور نہ ہی حضرت قائم قیامت کا کوئی خصوصی تعارف کرایا تھا۔ اور نہ اس کے ساتھ شائع ہونے سے پہلے علمائے شیعہ کو خصوصیت کے ساتھ تذکیر کی تھی۔ لہٰذا علمائے شیعہ ۱۹۵۰ء سے پہلے معذور تھے۔ اِس لئے کہ ابھی اسلام وقرآن میں کوئی نیا نقیب اور نئی نقابت اُن کے سامنے نہ آئی تھی۔ اور اگر یہ کتاب صرف گھریلو حیثیت رکھتی ہے تو وہ آج تک برابر معذور چلے آ رہے ہیں۔ اور یہی عذر عامۂ مومنین کے لئے بھی صحیح ہے۔ اِس لئے کہ جب تک کوئی نیا تصور پیش نہ کیا جائے تو اُس کے ماننے اور نہ ماننے کا سوال ہی سامنے نہیں آتا۔

چنانچہ ان تینوں بیانات سے مسٹر لقمان کے تصورات کی عمر بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ۱۹۵۰ء میں اس کتاب کا شائع ہو جانا ثابت نہیں ہے۔

۹۔ لقمانی عقیدہ خود اُن کی ایجاد ہے

ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے چلیں کہ جناب لقمان صاحب کا عقیدہ خود اُن کی اپنی ایجاد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

(ز) "جو لوگ صحیح معنی میں تفکر و تدبر سے کام لینے والے ہیں وُہ اس کتاب منیر کو پڑھنے کے بعد انشاء اللہ الرحمٰن اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر بھی مجبور ہوں گے کہ بابی اور قادیانی جیسے جدید مذاہب کا تسلی بخش جواب بھی بس یہی ایک اکیلی قرآنی حقیقت ہے جو کہ اس کتابِ منیر میں آیہ میثاق النبیین کے ذیل میں پیش کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد جو لوگ اس قرآنی حقیقت پر ایمان لائیں گے اُن کا یہ بھی فرض ہوگا کہ وہ اُسے دوسروں تک بھی پہنچا دیں۔" (صفحہ ۶)۔

اس اقتباس میں کیا کیا کہا گیا ہے۔ ہم سے سُنئے:۔

۱۔ جو لوگ لقمان کے بیان پر ایمان نہ لائیں گے وہ بہر حال تفکر و تدبر سے خالی سمجھے جائیں گے۔

۲۔ قادیانی اور بابی یا بہائی مذہب سے پریشان اور متنفر لوگوں کی ہمدردیاں

حاصل کر کے انھیں متوجہ کیا گیا ہے۔ تاکہ کم از کم وہ لوگ دِل لگا کر پڑھیں اور اپنے دُو عدد دشمنوں کی رد دیکھ کر، ایک تیسرے دشمن کو دوست سمجھ کر اُس کی آغوش میں پناہ لے لیں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کو بار بار کتابِ منیر کہنے سے سرکارِ لُقمان کے مقامِ بلند کا خود بخود اعلان ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایمان لانے کا تقاضہ بھی شامل کر دیا جائے تو آئندہ خود مسٹر لقمان کے ساتھ علیہ السلام کہے جانے کی جھلک نظر آنے لگتی ہے۔

۴۔ آخری چیز جو فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے نام پر جو حقیقت جناب نقیب صاحب پیش کرنے والے ہیں اُس سے آج تک ساری اُمت محروم رہتی چلی آئی تھی۔ اور پہلی دفعہ لقمانی سرکار سے پیش کی جا رہی ہے۔ دوسری جگہ کتاب کی تعریف یوں فرماتے ہیں کہ:۔

۱۰۔ آئمہ اہلِ بیت کے فضائل کا بنیادی دائرہ

(ج) گو کہ آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام کی رسالت کے بہت سے دلائل سابقاً بیان ہو چکے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہی وہ خالص نکتہ ہے جس کے ذہن نشین ہونے کے بعد آئمہ اہلِ بیتؑ کے فضائل کا

ایک نیا باب کھل جاتا ہے۔ اور قرآن مجید کی ان گنت آیتوں کے اندر چھپی ہوئی ان گنت حقیقتیں بے نقاب ہو جاتی ہیں'' (صفحہ ۱۶)۔

غور فرمایا آپ نے؟ کہ جناب لقمان صاحب ہی وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے کچھ ایسی حقیقتوں کی نقاب کشائی کی ہے جو ان سے پہلے قرآن میں کسی طرح اور کسی خاص وجہ سے اپنا منہ چھپائے کسی چور دروا کی تلاش میں سرگرداں تھیں۔ حتیٰ کہ جناب نقیب اوّل نے سرنگ لگا کر اُنھیں قرآن سے بالا تر رکھنے کا موقعہ دیا۔ اور اس طرح علمائے شیعہ کے سامنے آئمہ اہلِ بیتؑ کے فضائل کا ایک نیا دروازہ چوپٹ کھول دیا یہاں پھر دوبارہ بنا دیا کہ اُن سے پہلے علمائے شیعہ کے لئے ناممکن تھا کہ وہ رسالت و نبوت کے اس مقفل دروازہ کو کھول سکتے۔

اسی سلسلے کا ایک مقام سامنے لائیں جہاں مسٹر لقمان کھلے الفاظ میں بتاتے ہیں کہ یہ حقائق صرف اُنہی نے پیش کئے اور پہلی دفعہ لوگوں کو بتائے ہیں۔ ارشاد ہے:۔

۱۱۔ حضرت فاطمہ اور حضرت مریم علیہم السلام، اللہ کی رسول تھیں	(ط) آیۂ سابقہ میں آئے ہوئے۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا والے قاعدہ عطف کے مطابق

اُس پر وَلُوطًا وَنُوحًا وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَإِسْمٰعِيلَ

وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ وَذَا النُّوْنِ وَذَکَرِیَّا۔ اور وَالَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کا عطف کرتے ہوئے بیان فرمائی ہے اور جو کہ اُس کے فضلِ عظیم سے آج پہلی پہل منظرِ عام پر لائی جا رہی ہے۔" (صفحہ ٦٩) ۔

اِس عبارت کو سچ مچ اور پورا پورا سمجھنے کے لئے آپ کو باقاعدہ جناب لقمان صاحب کی شاگردی کرنا پڑے گی۔ لیکن آپ فی الحال اِتنا سمجھ لیں کہ لقمان صاحب نے یہ بتایا ہے کہ جس طرح حضرت مریم علیہم السلام اللہ کی رسول تھیں اُسی طرح حضرت فاطمۃ الزھرا علیہما السلام کو اِس گورکھ دھندے میں لقمان صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

خاص بات جو نوٹ کرنا مقصود ہے وہ صرف اِس قدر ہے کہ یہ حقیقت بھی جناب لقمان صاحب ہی پہلے پہل سمجھے ہیں۔

یہاں تک کہ یہ ثابت ہوگیا کہ لقمانی عقائد خدا کے فضلِ عظیم سے خود لقمان صاحب پر منکشف ہوئے ہیں اور آنحضرت (صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیہ) سے لے کر سنہ ۱۹۵۰ء تک تمام مسلمان اُن حقائق سے محروم چلے آرہے تھے۔

۱۲۔ ایک عجیب بات

یہاں تک بات بالکل سادہ تھی لیکن اِس کے بعد یہ ملاحظہ فرمائیں کہ

جن حقائق کو مسٹر لقمان صاحب نے پہلے پہل ۱۹۵۰ء میں منظرِ عام پر رکھا، ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جناب لقمان صاحب کی پیدائش سے بھی پہلے علمائے اسلام کا کوشش کرنا کس قدر عجیب ہو سکتا ہے؟ سنئے ارشاد ہے کہ:-

(ی) "لہٰذا یہ دیکھ کر کہ اس سے تو آنحضرتؐ کا رسول میثاق نہ ہونا روزِ روشن کی طرح آشکار ہے۔ علمائے ماضی و حال حقیقتِ حال پر پردہ ڈالنے کے لیے طرح طرح کی باتیں کہنے پر مجبور ہو گئے۔" (۵۵)

یعنی اُدھر یہ حقائق، یا عقائد بالکل جدید ہیں اور ان کو صرف مسٹر لقمان صاحب نے ہی پہلی دفعہ پیش کیا ہے۔ اور دوسری طرف کسی طرح یہ عقائد مسٹر لقمان کی پیدائش سے بھی صدیوں پہلے سے مسلمان علماء کی نظر میں ناقابلِ قبول تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو چودھویں صدی کی وحی کا چورن ہی ہضم کرا سکتا ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اُن کے بیانات پڑھنے کے بعد کسی عالم نے ان کے صحیح ماننے سے انکار کر دیا ہو، یا پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن یہ کیسے مان لیا جائے کہ جن علماء نے ان تصورات و عقائد کو سنا بھی نہ ہو انھوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہو گی۔

اصل بات یہ ہے کہ اُدھر تو صاحبِ موصوف ان عقائد کو ایک نیا

انکشاف بنا کر خود کو مجتہد بنانے کی فکر میں ہیں۔ اور اِدھر یہ بھی چاہتے ہیں کہ اپنی جدوجہد کو مستند بنانے کے لئے اُن کی قدامت بھی ثابت ہو جائے اور بالکل اُسی سانس میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عرصہ دراز سے کھُل کر اپنے عقائد کو پیش کرتے رہے ہیں۔ یعنی اُن کا کاروبار زیرِ نقاب نہیں ہے۔ بلکہ علمائِ اسلام اُن کے انکشافات سے واقف ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف بحث و مباحثہ ہوتا رہتا ہے، ایک دوسرے کے خلاف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ اس عنوان پر اُن کی یہ کتاب "الرسول الاعظم" پہلی کتاب ہے۔ اور اس میں کُل بہتر (۷۲) صفحات ہیں۔ اور یہ وہ ساری کائنات ہے جو مولانا کی پوری زندگی کا سرمایہ ہے اور جس کی نقاب کشائی ہم نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کا بنیادی سبب یوں بتاتے ہیں کہ :-

۱۳ - لقمانی کتاب "الرسول الاعظم" کیسے وجود میں آئی!

(ک) "اس کتابِ منیر میں دراصل وہی مضمون پیش کیا گیا ہے جو گذشتہ جمعہ کو میں نے جہانگیر روڈ پر طالبانِ علم و عرفان کے ایک مختصر سے جلسہ میں زبانی بیان کیا تھا اور جسے علمائے شیعہ تک پہنچانے کے لئے مجھ سے بصورتِ کتاب شائع کرنے کی خواہش کی گئی تھی"۔ (صفحہ ٦)

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم نے یہ اقتباس کیوں لکھا ہے؟ اس میں ایسی کون سی بات ہے جس پر مزید غور و خوض کی ضرورت ہوگی۔ جناب یہ نقاب پوش، نقیب کا بیان ہے اور اس میں علم و عرفان کے سمندر بند کر دئیے گئے ہیں۔ آئیے آپ کو اس بیان کی کرامات سے رُوشناس کرائیں۔ اور اس جملہ میں پوشیدہ منطقی راز فاش کر دیں۔ پہلے اس جُز پر غور فرمائیں کہ

"طالبانِ علم و عرفان کے ایک مختصر سے جلسہ میں زبانی بیان کیا تھا"

اس جُملہ سے یہ سیکھئے کہ اگر کوئی شخص اسی جملہ کو یوں لکھ دیتا کہ،

"طالبانِ علم و عرفان کے ایک مختصر سے جلسہ میں بیان کیا تھا" تو اس کا وہ مطلب نہ ہوتا جو مولانا نے بتایا ہے۔ بلکہ لوگ یوں سمجھتے کہ پڑھ کر، یا لکھ کر، یا بلا زبان سے کام لئے بیان کر دیا ہوگا۔ چنانچہ مولانا کے نزدیک بیان کرنا زبانی ہوتا ہے۔ اور لکھا ہُوا پڑھنا زبانی نہیں ہوتا۔ آپ مسکرائیں نہیں بلکہ اس مقام کو یاد رکھیں۔ ہم اس نُعمانی اسلوبِ بیان کو ایک بڑی اہم بحث میں یاد دلائیں گے۔ اُس وقت آپ کی مُسکراہٹ سنجیدگی سے بدل جائے گی۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ جلسہ چند آدمیوں پر منحصر تھا۔ اسی بنا پر ہم نے عرض کیا ہے کہ یہ پیغامِ رسالت نہایت دبی زبان سے زیرِ

لب د ذیرِ نقاب دیا جا رہا ہے۔

۳ - یہ بھی قابلِ غور ہے کہ جہاں گیر روڈ کوئی ایک مکان یا ایک مسجد یا امام باڑہ نہیں ہے۔ بلکہ آبادی کے ایک بہت بڑے علاقہ کا نام ہے۔ کسی مقام کا تعین نہ کرنا بھی یہی بتاتا ہے کہ نہ کوئی تفتیشِ حال کر سکے گا اور نہ اُس جلسہ کی واقفیت کا پتہ پا سکے گا۔ چنانچہ اُس مختصر سے جلسہ پر جہانگیر روڈ کی لمبائی چوڑائی کا غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد (۴) یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجمع اُن لوگوں کا تھا جو جناب لُقمان صاحب کے بیانات کو علمی و عرفانی ہونے کا مقدس مقام دیتے ہیں۔ یعنی اگر واقعی کوئی جلسہ ہوا بھی تھا تو اُس میں سرکارِ لُقمانی کے چند مُرید شامل تھے۔ اور یہ ایک گھریلو جلسہ تھا۔ اور

۵ - یہ بھی سمجھ لیں کہ جناب لُقمان صاحب جہاں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کو اپنے ہی مُنہ سے کتابِ منیر فرماتے ہیں وہاں وُہ اپنے بیانات کو علم و عرفان اور اپنے مُریدوں کو طالبانِ علم و عرفان قرار دینے میں کوئی تکلف نہیں فرماتے۔

۶ - اس کے بعد باقی بیان پر نظر ڈالیں اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سرِ مُبارک سنبھال کر یہ غور فرمائیں کہ اپنی کتاب میں، اپنی بعثت کی دوہری دوہری تاریخیں لکھیں ہیں۔ مگر یہاں صرف گذشتہ جمعہ کہدینا

کافی خیال کر دیا گیا ہے۔ اور اِس جلسہ کی تاریخ نہیں بتائی گئی۔ تاکہ جلسہ کی نوعیت اور تفصیل معلوم نہ ہو سکے۔ اور

۷۔ چونکہ تاریخوں کا تذکرہ ہو گیا ہے اِس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اقتباس (الف اور ب) دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور تعلیمات و تصوّرات لُقمانی کی ابتدا کا دوبارہ نظارہ کریں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ زبانی تبلیغ کی ابتداء ماہ شوّال میں ہوئی تھی۔ اور پھر یہ کتاب "الرسول الاعظم" بھی ماہ شوّال ہی میں مکمل ہوئی ہے۔ اِس سے یہ سمجھ لیں کہ "الرسول الاعظم" کا ماہ شوّال سے بہر حال کوئی خاص تعلق ہے۔ پھر زبانی تبلیغ کی ابتدا بھی جمعہ کے روز ہوئی تھی، اور اس کتاب کے مکمل ہونے کا دن بھی جمعہ ہی ہے۔ اور یہ فرضی، یا سچ مچ کا جلسہ بھی کوئی اتفاقی جلسہ نہ تھا بلکہ اس کو بھی جمعہ ہی کے روز منعقد کرنا پڑا تھا۔ یعنی شوّال اور جمعہ کا پیغامِ رسالت و نقابت سے کوئی خاص تعلق ہے۔

۸۔ پھر یہ فرمایا گیا ہے کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا گیا ہے وہ وہی ہے جو گذشتہ جمعے کو جہانگیر روڈ پر زبانی فرمایا تھا۔ گو جناب مولانا نے کسی منتر کے ذریعہ صرف چھ روز میں "الرسول الاعظم" کا مسوّدہ وغیرہ رکھ کر یہ کتاب چھپوا بھی ڈالی۔ اس علمی و عرفانی جملہ سے یہ اور سمجھ لیں کہ

۹۔ جناب لُقمان صاحب کی زبانِ اقدس سے اُن کی پوری زندگی

ہیں، اپنے طالبانِ علم وعرفان کے رُوبرُو، پہلے پہل ایسا مضمون نکلا جس کو کتاب کی شکل میں شائع کرانے اور علمائے شیعہ تک پہنچانے کی اُن کے مُریدوں نے درخواست کی ہو۔ گویا گذشتہ بیس سال سے سرکارِ لُقمان صاحب کی کوئی بات بھی ایسی نہ تھی جو علم وعرفان کا درجہ رکھتی ہو۔ ورنہ آپ کے مُرید ضرور عرض کرتے کہ سرکار اس علم وعرفان سے دوسروں کو بھی مُستفید فرمائیں۔

دیکھا آپ نے؟ لُقمان صاحب کے اپنے بیان نے واضح کر دیا کہ یہ صرف ایک ڈھونگ ہے۔ نہ وہ کُھل کر تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور نہ اُن کے پاس کوئی قرآنی حقیقت ہے کہ جو صرف اُن کو معلوم ہوئی ہو اور جس سے شیعہ علماء کی تذکیر کی جاسکتی ہو۔ لٰہذا اُن کے تمام بیانات فرضی ہیں۔ چنانچہ ایک اور فرضی اور ریک طرفہ بیان ملاحظہ ہو جس میں وہ تمام مسلمانوں کو خصوصاً علمائے اسلام کو، یہودی ونصرانی ذہنیت اور کردار کا حامل قرار دیتے ہیں۔ سُنئے ۔۔

۱۴۔ تمام مسلمان یہود ونصاریٰ کی ذہنیت رکھتے ہیں؟

(ل) "بالکل ایسی ہی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے بھی اس سلسلہ میں اُسی غلو کا مظاہرہ کر رہے ہیں جو کہ یہود ونصاریٰ نے حضرت موسیٰؑ

اور حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کیا ہے۔ اور اسی لئے آج وہ قرآن مجید کے صاف و صریح بیانات کو بھی محض اپنے آبائی مسلمات کے مخالف ہونے کی بنا پر اپنی بے سر و پا تاویلات سے کچھ کا کچھ بنا دینے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلٰمَ اللّٰہِ کے مطابق وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کلامُ اللہ کو بدل دیں۔ مگر ظاہر ہے کہ اللہ کے کلام کو بدل دینا تو اُن کے بس کی بات نہیں ہے۔ البتہ اُن کی اس قسم کی کوششوں کا یہ انجام ضرور ہو کر رہے گا کہ جس طرح قیامت کے روز حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اپنے اندھے عقیدتمندوں کی عقیدت مندیوں سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اُسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی قیامت کے روز اپنی اُمّت کے برخلاف اِن الفاظ میں گواہی دینے پر مجبور ہوں گے۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (۳۰) الفرقان۔

ترجمہ:- "اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے تو اس قرآن کو بکواس بنا دیا" (صفحہ ۴)

آپ نہ معلوم کیا سوچ رہے ہیں؟ لیکن ہمیں ایک نظم کا دُھندلا سا خیال آرہا ہے۔ یعنی لُقمان صاحب کی بعثت کے سال اخبار "ملاپ" میں ایک نظم چھپی تھی۔ اور اس کا نام تھا "کبڈی" اگر آپ کبھڈی کی اصطلاحات

سے آگاہ ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ اس کھیل میں صرف ہاتھ لگ جانے سے یہ مان لیا جاتا ہے کہ جو شخص چھو لیا گیا ہے وہ گویا مر گیا ہے۔ یعنی فی الحال وہ شخص اپنی ٹیم سے باہر نکل جائے۔ چنانچہ اِس بھولی بِسری نظم کا مطلع سُنئے:۔

سُنا ہے ایمی کہیں کھیلتا تھا کبڈی
کِسی نے اچانک اُسے مار ڈالا، ٹوٹی تھی اُس کی نہ پسلی نہ ھڈی
گئے سب گھروں کو مگر جب وُہ اُٹھا
پُکارا نشے میں کبڈی کبڈی کبڈی ....

اِس نظم میں کم از کم مخالف ٹیم تو تھی۔ اور ایمی کی اپنی ٹیم میں بھی باقی آدمی موجود تھے۔ مگر ہمارے لُقمان صاحب تنہا کبڈی کھیلتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ ہوش و حواس کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

اب مندرجہ بالا بیان کا تجزیہ کیجئے اور دیکھئے کہ لُقمان صاحب کے نزدیک مسلمانوں کی کیا پوزیشن بنتی ہے :

نہ صرف شیعہ صاحبان بلکہ آنحضرتؐ کو سب سے بزرگ رسولؐ ماننے والے تمام ...

ہر قسم کی کتب

یا رعایت ہم سے طلب فرمائیں

بے نظیر کتب کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ "عمدۃ المطالب" ترجمہ آلِ ابی طالب قیمت ۱۵ روپے
۲۔ ینابیع المودت، مؤلفہ علامہ سلیمان حنفی " ۱۵ "
۳۔ مفتی اعظم قسطنطنیہ (فضائل محمدؐ کی بے نظیر کتاب) " ۱۵ "
۴۔ مصباح المسائل کا اردو ترجمہ " ۴ "
۵۔ چودہ ستارے ۔ قسم اوّل " ۸ "
" دوئم " ۶ "
۶۔ تاریخ اسلام جلد اوّل علامہ محمد بشیر صاحب " ۳ "
۷۔ نواحج الاحزان جلد اوّل حدیث خوانی کی بہترین کتاب مجلد ۶ روپے ۲۵ پیسے
۸۔ " " " دوئم " " " " " ۵ روپے
۹۔ ذکر العباسؑ ۔ ۶ روپے، نماز شیعہ پچاس پیسے ۔
۱۰۔ شیعہ دینیات کا سیٹ، پہلی ۳ ر دوسری ۳ ر تیسری ۶ ر چوتھی ۸ ر پانچویں ۱۲ ر

۱۱۔ شیعہ پاکٹ بک المعروف شیعہ ۲ روپے، مختار آلِ محمدؐ مجلد ۵ روپے ۲۵ پیسے

۱۲۔ حیات القلوب، ۷ روپے ۵۰ پیسے، تحفۃ العوام قسم اوّل ۵ روپے ۵۰ پیسے

" " " دوئم ۴ روپے ۵۰ پیسے

۱۳۔ کلام پاک معہ ترجمہ و تفسیر، علامہ سیّد امداد حسینؑ کاظمی صاحب ۱۶ روپے

۱۴۔ سیرت حضرت زینبؑ ۲ روپے۔

۱۵۔ خاتونِ جنّت ۲ روپے پچاس پیسے۔

۱۶۔ تخت و تاج خلافت ..... ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔

۱۷۔ بہتّر تارے ۷۵ " ۔

۱۸۔ عقائد مذہب شیعہ ۵۰ " ۔

۱۹۔ استخارہ سجادیہ ۵۰ پیسے، تحفۃ الزائرین باتصویر ۲ روپے۔

۲۰۔ عصمتِ رسولؐ ۳ روپے، نور محمدؐ ذرّہ ۲ " ۔

۲۱۔ شہیدِ اعظم ۳ روپے، فتح المبین ۴ روپے، مجالسِ شیعہ ۲ " ۔

۲۲۔ کلام پاک فرمان علیؑ صاحب ۱۰ روپے، خزینۃ المجالس ۳ روپے۔

۲۳۔ تصدیقِ رسالت ۱۵ پیسے، فتنہ تغیر بالرائے ۵ روپے ۲۵ پیسے۔

۲۴۔ مظلومِ کربلا۔ ۵ روپے۔

پتہ:۔ جنرل سیکرٹری ادارہ علوم الاسلام اصغری منزل بین بازار
نئی آبادی، ساندہ کلاں لاہور

ادارہ علوم الاسلام

یہ ادارہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ ایک قومی ادارہ ہے جو حقیقی اسلام کی تعلیم و اشاعت کرتا ہے۔ آپ پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ اس نیک کام میں ارکین کا ہاتھ بٹائیں۔

اس لئے آپ اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے فوراً اس کی رکنیت اختیار کریں۔

٭

ادارہ علوم الاسلام، اصغری منزل مین بازار
نئی آبادی، سانده کلاں لاہور

التماس

اگر موجودہ زمانے میں آپ اپنے بچوں کو اسلامی نظریات سے روشناس کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو ادارہ علوم الاسلام کی ممبری قبول فرما کر مُفید لٹریچر اور ماہنامہ فخر النسأ حاصل کر کے خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔

زرِ رکنیت صرف بارہ روپے سالانہ۔ ماہنامہ اُردو اور انگریزی ہر دو زبان میں شائع ہوتا ہے جس کا سالانہ چندہ دس روپے ہے۔ اور صرف اُردو یا انگریزی کا چھ روپے سالانہ۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ ۵ شلنگ۔

ہر قسم کی خط وکتابت بنام

جنرل سیکرٹری ادارہ "علوم الاسلام" اصغری منزل مین بازار، سانده کلاں، لاہور

نمبر ـــــ تاریخ

درخواست رکنیت

ادارہ "علوم الاسلام"

لاہور

بخدمت جناب جنرل سیکرٹری صاحب ـــــــــ اسلام علیکم!

مَیں نے ادارہ علوم الاسلام لاہور کے اغراض و مقاصد پڑھ لئے ہیں۔ اور سمجھ کر پُورا اِتفاق کرتا ہوں / کرتی ہوں۔ اور اِس غرض کے لئے مبلغ روپے بابت چندہ رُکن / معاون، ماہوار / سالانہ ادا کرتا ہوں / ادا کیا کروں گا۔ لائف ممبر یکمشت ادا کرتی ہوں / ادا کیا کروں گی۔

لہٰذا فارم بمعہ رقم ارسالِ خدمت ہے۔ برائے مہربانی میرا نام درج رجسٹر ممبران کرکے مشکور فرمائیں۔ اور ممبری سے آگاہ کریں۔

جُملہ کوائف حسبِ ذیل ہیں

پُورا نام ـــــــــــــــــــ

مفصّل پتہ ـــــــــــــــــــ

دستخط درخواست دہندہ ـــــــــ

تاریخ ـــــــــ نمبر ـــــــــ

ممبر مذکور کا نام و نمبر درج رجسٹر ممبران کر لیا ہے۔ دستخط سیکرٹری ـــــــــ